نظرات

۱۵ اگست سنہ ۱۹۹۱ء کو ہندوستان اپنی آزادی کی چوالیسویں منزل میں قدم رکھ رہا ہے۔ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب انسان حال و مستقبل کے فکر و تشویش کے اندیشوں یا خوش آئند خوابی محلوں میں گھرا ہوتا ہے تو اسے اپنے ماضی کی طرف سے بے خبر دار رہتے ہوئے اس کا جائزہ لینے پر بھی مجبور ہونا پڑتا ہے۔ آزادی کی چوالیسویں منزل میں ہمارا ملک جب داخل ہو رہا ہے تو ہمیں دیکھنا ہے کہ پچھلے ۴۴ سال ہم نے کس طرح بسر کئے، اور اس درمیان ہم نے ملک و قوم کے لئے اپنے فرائض کو کہاں تک ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا، اور ان رہنماؤں، جنھوں نے آزادیٔ ہند کی جد و جہد کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا۔ کے خیالات کے مطابق اپنے ملک کو ترقی و کامیابی کی راہوں پر لے جانے میں کہاں تک ہم کامیاب ہو سکے ہیں۔

یہ تو اظہر من الشمس حقیقت ہے کہ ہندوستان کی آزادی کی جد و جہد کی مشعل علماء کرام کی زیر دست قربانیوں سے روشن ہوئی۔ ہندوستان پر انگریز سامراج کا تسلط قائم تھا۔ اور ہندوستان کے عوام کو اس بات کا احساس ہی نہ تھا، کہ یہ ملک ان کا ہے اور اس پر غیر ملکی حکمران زور و زبردستی

قابض ہیں۔ جب آزادی کے معنی ہی سے ہندوستانی عوام ناواقف تھے اس وقت ہندوستان کے علماء نے انگریز سامراجیت کے خلاف اور آزادیٔ ہند کے لئے عوام کو منظم کرنا شروع کیا۔ ملک گیر پیمانے پر خفیہ اور علانیہ بھی تحریکیں جاری کیں جس سے انگریزی ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ اس نے علماء کرام پر ظلم و ستم کے پہاڑ شروع کر دی۔ آج ہم جشن آزادی مناتے وقت جن رہنماؤں کا نام لیتے ہیں، اس وقت ان کا نام و نشان تک نہ تھا یا تو وہ پیدا ہی نہ ہوئے تھے یا پھر گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے۔ مہاتما گاندھی کا بھی اس وقت کہیں وجود نہ تھا، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مولوی سید احمد شہید بریلوی نے انگریزوں کے خلاف جو جد و جہد کی وہ مورخین کی نگاہ سے تو بچ کر نہیں نکل سکتی ہیں۔ مگر عوام الناس کو اس کی معلومات نہیں ہے۔ یہاں اس بحث سے کوئی فائدہ نہیں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے۔ جس وقت انگریزوں کی سلطنت کا سورج غروب نہیں ہوتا تھا ایسے وقت میں ہندوستان کے عوام احساس کمتری اور خوف و دہشت میں مبتلا تھے لیکن علماء کرام نے کسی بھی قسم کے خوف یا طاقت کی پرواہ کئے بغیر آزادی کے لئے منصوبوں کو ترتیب دیا، کئی تدابیر اختیار کیں۔ ہندوستان سے باہر ملکوں میں جا کر انگریز حکومت کے خلاف رائے عامہ ہموار کی۔ ۱۹۱۵ء میں مولانا محمود الحسنؒ کی ہدایت پر مولانا عبید اللہ سندھیؒ کابل گئے اور وہ وہاں سات سال تک آزادیٔ ہند کے لئے کام کرتے رہے۔ ان کی کوششوں کے نتیجے میں افغانستان کا بادشاہ بھی انگریزوں کے خلاف ہو گیا، اور اس نے ہندوستان کی آزادی کی جد و جہد میں ہندوستان کے حریت پسندوں کا ساتھ دینے کا تہیہ کر لیا۔ اسی دوران میں مولانا سندھیؒ نے کابل میں

ہندوستان کی جلاوطن حکومت قائم کی مولانا سندھیؒ اس جلاوطن حکومت نے وزیر اعظم کی حیثیت سے ترکی و جرمنی کے سفراء سے ملے اور ان کو ہندوستان کے مجاہدین آزادی کی ہتھیار فراہم کرنے کے لئے راضی کیا، ریشمی رومال تحریک کا منصوبہ اسی موقع پر تیار کیا گیا، جس کا مقصد یہ تھا کہ ترک اور افغان فوجیں مل کر ہندوستان پر حملہ کریں۔ اور ہندوستانی عوام انگریزوں کے خلاف اعلان بغاوت کردیں ـــ مولانا سندھیؒ ہندوستان کی آزادی کی تڑپ لئے ہوئے ملکوں ملکوں دوڑے پھرے۔ روس گئے، ترکی گئے، اور ۱۹۲۶ء میں ہندوستان کی آزادی کے لئے انقلابی منشور کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہوئے۔ ان کا ہندوستان کی آزادی کے لئے ۲۵ سال کی جلاوطنی اور مختلف مقامات کی ہجرت اور جگہ جگہ آزادی کے لئے انقلابی مرکز کھولنا، تاریخ آزادی ہند کا زرّیں باب ہے، مگر آج ان کے ان یادگار کارناموں کو یاد رکھنا تو الگ مولانا عبیداللہ سندھیؒ نام ہی کو یاد رکھ لینا ایک بڑی بات ہی تصور کی جائیگی۔

آزادی کی چالیس ویں سیڑھی پر چڑھتے ہوئے ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ جس طرح ہم نے آزادی کے لئے جدوجہد کرنے والے اکثر مجاہدین آزادی کو بھلا دیا ہے۔ اسی طرح آزادی کے جدوجہد کے وقت جو خواب ہم نے دیکھے تھے جو خیالات و منصوبے ہم نے بنائے تھے، اور جن پر چلتے رہنے کے لئے ہم نے اپنے عزم مصمم کا اظہار کیا تھا اور جس کی وجہ سے ہمیں حصول آزادی میں کامیابی ملی تھی۔ اگر ہم ان سب کو سامنے رکھ کر غور کریں تو ہم کو محسوس ہوگا کہ ہم آزادی ملنے کے بعد کس طرح ایک دم بدل گئے ہیں۔ جب اور اب میں کتنا فرق ہوچکا ہے۔ ہمارے عمل و کردار میں کتنا تغیر آچکا ہے۔ اتحاد و اتفاق کا جو نقشہ ہم نے تحریک خلافت کے وقت دیکھا اور جس کی بدولت ہندوستانی عوام

موہن چند کرم چند گاندھی کی صورت میں ایک عظیم رہنما دستیاب ہوا تھا۔ تحریک خلافت ہی کے رہنما مولانا محمد علی جوہرؒ و مولانا شوکت علیؒ (علی برادران) نے مہاتما گاندھی کے نام سے انہیں تمام ہندوستان میں مشہور و معروف کیا، اور سچ تو یہ ہے کہ مہاتما گاندھی نے جس مقصد و نصب العین کے خیال کے سہارے ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں شمولیت کی اپنی زندگی کے آخری سانس تک انہوں نے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا، یہاں تک کہ اس کی خاطر انہوں نے اپنی جان تک قربان کر دی، ہم اس موقع پر علی برادران کے انتخاب کو داد ضرور دیں گے، مہاتما گاندھی کی وفات کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو نے ہندوستان عوام کی رہنمائی کی، انہوں نے آزادی کی جدوجہد میں جس چیز کے کامیابی کی راہ متعین کی تھی، یعنی ہندوستانی عوام میں اتحاد و اتفاق، ہندو، مسلم، سکھ عیسائی بھائی بھائی، اور سیکولرازم کی بقاء و تحفظ کے لئے ایمانداری سے جو کام کیا، ان کے بعد اسے وہ غذا و تقویت نہیں ملی جو ملنی چاہئے تھی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک بھیانک فرقہ وارانہ فسادات سے دوچار ہوا، فرقہ وارانہ فسادات آزادی سے پہلے بھی ہوتے تھے اور آزادی کے بعد نہرو کے وزارت عظمیٰ کے دور میں بھی ہوئے مگر ان کے بعد تو فرقہ وارانہ فسادات کی شدت میں اضافہ کے ساتھ اس کی ہیئت ہی بدل گئی، پہلے جو کام فرقہ پرست عناصر کی گندی ذہنیت و تربیت کی بدولت ہوتا تھا، وہ اب پولیس، پی، اے، سی (انتظامیہ) کے ذریعہ کھلم کھلا ہونے لگا۔ معصوم و بے گناہ انسان ان کی گولیوں سے موت کے شکار ہو گئے، میرٹھ اور بھاگلپور کے فسادات ہمارے سامنے اس کی تازہ مثال ہیں۔ ظلم و بربریت کی یہ شرمناک داستان ہندی روزنامہ نو بھارت ٹائمس نئی دہلی سے آنند بازار پتریکا کے تعاون ۱۵ر جولائی ۱۹۹۰ء کو ایک لمبے چوڑے مضمون میں

ہندوستان کی جلاوطن حکومت قائم کی، مولانا سندھیؒ اسی جلاوطن حکومت نے وزیر
اعظم کی حیثیت سے ترکی وجرمنی کے سفراء سے ملے اور ان کو ہندوستان کی جنگ
آزادی کی ہتھیار فراہم کرنے کے لئے راضی کیا، ریشمی رومال تحریک کا منصوبہ
اسی موقع پر تیار کیا گیا، جس کا مقصد یہ تھا کہ ترک اور افغان فوجیں
مل کر ہندوستان پر حملہ کریں۔ اور ہندوستانی عوام انگریزوں کے خلاف
اعلان بغاوت کر دیں ۔۔۔ مولانا سندھیؒ ہندوستان کی آزادی کی تڑپ لئے
ہوئے ملکوں ملکوں دوڑے پھرے۔ روس گئے، ترکی گئے، اور ۱۹۲۴ء میں
ہندوستان کی آزادی کے لئے انقلابی منشور کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب
ہوئے۔ انکا ہندوستان کی آزادی کے لئے ۲۵ سال کی جلاوطنی اور مختلف
مقامات کی ہجرت اور جگہ جگہ آزادی کے لئے انقلابی مرکز کھولنا، تاریخ آزادی
ہند کا زریں باب ہے، مگر آج ان کے ان یادگار کارناموں کو یاد رکھنا تو درکنار
مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا نام ہی کو یاد رکھ لینا ایک بڑی بات ہی تصور کی جائیگی۔

آزادی کی چوالیسویں سیڑھی پر چڑھتے ہوئے ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ
جس طرح ہم نے آزادی کے لئے جدوجہد کرنے والے اکثر مجاہدین آزادی کو
بھلا دیا ہے۔ اسی طرح آزادی کے جدوجہد کے وقت جو خواب ہم نے دیکھے تھے
جو خیالات و منصوبے ہم نے بنائے تھے، اور جن پر چلتے رہنے کے لئے ہم نے اپنے
عزم مصمم کا اظہار کیا تھا اور جس کی وجہ سے ہمیں حصول آزادی میں کامیابی
ملی تھی۔ اگر ہم ان سب کو سامنے رکھ کر غور کریں تو ہم کو محسوس ہوگا کہ ہم آزادی
ملنے کے بعد کس طرح ایک دم بدل گئے ہیں۔ جب اور اب میں کتنا فرق ہو چکا
ہے۔ ہمارے عمل [illegible] میں کتنا تغیر آ چکا ہے۔ اتحاد و اتفاق کا جو نظارہ
ہم نے تحریک خلافت کے وقت دیکھا اور جس کی بدولت ہندوستانی عوام کو